خادم ختم نبوت محمد سہیل باوا

# علامہ اقبال، اکابر علماء حق اور قادیانیت

قادیانی ہر دور میں مرزا قایانی کی جھوٹی نبوت کی گاڑی کو چلانے کے لئے سازشیں کرتے آئے ہیں، بس کوشش یہی کی کہ کسی طرح مرزا قادیانی کی متعفن لاش سے خوشبو آنے لگے۔ جب قادیانی اپنی سرگرمیوں کو رکتا ہوا دیکھتے ہیں تو اس وقت قادیانیوں کے پاس ایک ہی حربہ رہ جاتا ہے کہ اُن کے بول کوئی اور بولیں۔ بس موقعے کی تلاش اور تاڑ میں ہوتے ہیں کہ کوئی مسلم یا غیر مسلم، یا سادہ لوح مسلمان، یا دین سے بیزار سرکردہ رہنما، یا پھر معروف ومشہور تاجر، زرخرید صحافی ودانشور کسی طرح ان کے ہتھے چڑھ جائے تا کہ یہ لوگ قادیانیوں کی ہر اعلیٰ سطح کے اجلاس اور فورم پر بھر پور نمائندگی کریں۔ اکثر یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ اگر کوئی ایک دفعہ ان لوگوں کے ہتھے چڑھ جائے تو پھر ان کی واپسی کافی مشکل ہوتی ہے۔ یہ ساری پلاننگ اس لیے کی جاتی ہے تا کہ دین اور علماء سے دور طبقے پر رعب ڈالا جا سکے، دوسرے بااثر رہنماؤں کو جال میں پھنسایا جا سکے اور قادیانی بنانے کی مہم کا راستہ ہموار کیا جا سکے۔

اسی طرح کی ایک نمایاں شخصیت شاعر مشرق علامہ ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم ہیں جن کے بارے میں قادیانیوں کی ہمیشہ بڑی کوشش رہی ہے کہ علامہ کا خصوصی تعلق قادیانیت سے ثابت کر سکیں، لیکن انھیں اس کوشش میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ بات قادیانی لٹریچر میں بڑی شدت کے ساتھ بیان کی گئی ہے کہ اقبال تو ہمارے ساتھ اچھے بھلے چل رہے تھے، ''احراریوں'' نے انھیں ورغلا کر ہمارے خلاف کر دیا۔ ان کے بقول چودھری افضل حق، سید عطاء اللہ شاہ بخاری، حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہم آئے دن اقبال کے ہاں چلے آتے اور انہیں اپنے جال میں پھنسانے کی کوشش کرتے رہتے۔ بالآخر وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہو گئے اور اقبال ''احراریوں'' کے ہتھے چڑھ کے ان کے ہمنوا ہو گئے۔

اقبال مرحوم کو ورغلانا یا گمراہ کرنا تو اقبال مرحوم کی توہین ہے جس کے قادیانی خواہشمند تھے۔ قادیانیوں کو اصل تکلیف اس بات سے ہوئی کہ ان لوگوں کے ہاتھ سے بہت بڑا شکار چھوٹ گیا، جو وہ کرنا چاہتے تھے۔ شاعر مشرق علامہ محمد اقبال مرحوم اپنے بلند پایہ ملّی افکار کی وجہ سے ہمارے جدید حلقوں میں مرجع عقیدت سمجھے جاتے ہیں۔ ہاں البتہ یہ بات درست ہے کہ علامہ مرحوم اور ان بزرگوں کے درمیان اکثر ملاقاتیں ہوتی رہتی تھیں، ان ملاقاتوں میں ظاہر ہے کہ ختمِ نبوت کے موضوع پر بھی ان کے درمیان بات چیت ہو جاتی تھی۔ کیونکہ علامہ مرحوم کی زندگی میں یہ ایک نمایاں بات تھی کہ جب کبھی دین کے کسی مسئلے کے بارے میں کہیں ابہام یا تشکیک کا کوئی پہلو ہوتا تو وہ علماءِ کرام سے رابطہ قائم کر کے ان سے مشاورت کر لیتے تھے۔ اس ضمن میں خصوصی طور پر دارالعلوم دیو بند کے ایک مرد قلندر حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا نام مختلف کتابوں میں اکثر آیا ہے کہ علامہ اقبال مرحوم اُن سے عقیدت وارادت کے خصوصی تعلقات تھے۔ اس سلسلے میں حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں مجھے ڈاکٹر اقبال نے کہا کہ اثبات باری تعالیٰ پر نیوٹن نے بڑی عمدہ

کتاب لکھی ہے، میں نے کہا کہ نیوٹن کی پندرہ تصانیف دیکھی ہیں، میں نے جو رسالہ لکھا ہے اور جو اس میں دلائل قائم کیے ہیں ”ضرب الخاتم علی حدوث العالم“ اور ”مرقاة طارم“ اس کو نیوٹن نہیں پہنچ سکا، پھر اقبال نے ضرب الخاتم مجھ سے لے لی اور اس نے بہت سے خطوط لکھ کر ضرب الخاتم کو مجھ سے سمجھا، میرے نزدیک ضرب الخاتم کو اقبال سمجھے اسے کوئی مولوی نہیں سمجھ سکا۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے فیضان صحبت نے فطرت اقبال کے اس پہلو کی مشاطگی کی تھی اور ان کے سوز جگر نے اقبال مرحوم کو قادیانیت کے مقابل شعلۂ جوّالہ بنا دیا تھا۔ چنانچہ علامہ اقبال مرحوم جدید تعلیم یافتہ طبقے میں پہلے شخص تھے جن کو فتنۂ قادیانیت کی سنگینی نے بے چین کر رکھا تھا۔

**علامہ اقبال مرحوم کا ایک طالب علمانہ انداز:**

پنجاب کے اور خصوصاً ہندوستان کے عموماً انگریزی تعلیم یافتہ طبقے میں قادیانی فتنے کی شرانگیزی کا جو احساس پایا جاتا تھا اس میں سب سے بڑا کردار، علامہ اقبال مرحوم کے اس لیکچر کا ہے جو ختم نبوت پر ہے اور ساتھ ہی اس مقالہ کا ہے جو انگریزی میں قادیانی گروہ کے بارے میں شائع ہوا تھا، لیکن یہ شاید کم لوگوں کو معلوم ہے کہ دونوں تحریروں کا اصل باعث حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے۔ ایک مرتبہ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ انجمن خدام الدین کے کسی سالانہ اجتماع میں شرکت کی غرض سے لاہور تشریف لائے تو علامہ اقبال مرحوم سے خود ملاقات کے لیے اُن کی قیام گاہ پر تشریف لائے پھر ایک دن اپنے ہاں رات کے کھانے پر مدعو کیا۔ دعوت نامہ کی عبارت تاریخی دستاویز کے طور پر پیش خدمت ہے۔

عریضۂ اقبال بخدمت مولانا انور شاہ کشمیری

مخدوم و مکرم حضرت قبلہ مولانا! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے ماسٹر عبداللہ صاحب سے ابھی معلوم ہوا کے آپ انجمن خدام الدین کے جلسے میں تشریف لائے ہیں اور ایک دو روز قیام فرمائیں گے۔ میں اسے اپنی بڑی سعادت تصور کروں گا اگر آپ کل شام اپنے دیرینہ مخلص کے ہاں کھانا کھائیں، جناب کی وساطت سے حضرت مولوی حبیب الرحمٰن صاحب، قبلہ عثمانی حضرت مولوی شبیر احمد صاحب اور جناب مفتی عزیز الرحمٰن صاحب کی خدمت میں یہی التماس ہے۔ مجھے امید ہے کہ جناب اس عریضے کو شرفِ قبولیت بخشیں گے۔ آپ کو قیام گاہ سے لانے کے لیے سواری یہاں سے بھیج دی جائے گی۔ (اقبال نامہ، حصہ دوم، ص: 257)

دعوت تو صرف ایک بہانہ تھا، ورنہ اصل مقصد علمی استفادہ تھا چنانچہ کھانے سے فراغت کے بعد علامہ اقبال مرحوم نے ختم نبوت کا مسئلہ چھیڑ دیا جس میں کامل ڈھائی گھنٹہ تک گفتگو ہوتی رہی، علامہ اقبال مرحوم کی عادت یہ تھی کہ جب وہ کسی اسلامی مسئلہ پر کسی بڑے عالم سے گفتگو کرتے تو بالکل طالب علمانہ انداز اختیار کرتے۔ مسئلہ کا ایک ایک پہلو سامنے لاتے اور اپنے اشکالات کھل کر بیان کرتے۔ چنانچہ انھوں نے حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے یہی طرز اختیار کیا۔ حضرت شاہ صاحب نے علامہ اقبال مرحوم کے سوالات کو بڑے اطمینان اور تحمل سے سنا، اس کے بعد ایک جامع اور مدلل تقریر کی کہ علامہ اقبال مرحوم کو تمام مسائل پر کلی اطمینان ہو گیا جو کچھ خلش ان کے دل میں تھی وہ جاتی رہی۔ اس کے بعد انھوں ختم نبوت پر وہ لیکچر

تیار کیا جو اُن مجموعہ میں شامل ہے، اور قادیانی گروہ پر ہنگامہ آفریں مقالہ سپرد قلم فرمایا، جس نے انگریزی اخبارات میں شائع ہو کر پنجاب کی فضاؤں میں تلاطم برپا کر دیا۔ علامہ اقبال مرحوم کا جب یہ مراسلہ شائع ہوا تو ہندوستان کے نامور سابق وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے سوال کیا کہ مسلمان قادیانیوں کو اسلام سے جدا کرنے پر آخر کیوں اصرار کرتے ہیں؟ جب کہ قادیانی بھی مسلمانوں کے بہت سے فرقوں کی طرح انھی کا ایک فرقہ ہیں۔ تو علامہ اقبال مرحوم نے ان کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ ہم سب اس بات پر اس لئے مصر ہیں کہ قادیانی گروہ نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے نئی ہندی امت کو تراشنے کی کوشش کر رہے ہیں اور کہا کہ ہندوستان میں اسلام کی حیات اجتماعیہ کے لئے یہ گروہ نہایت خطرناک ہے۔ اس کے علاوہ ہندوستان کے بعض اور لیڈر بھی قادیانی گروہ کو آگے لانا چاہتے تھے، کیونکہ قادیانیت کے پھیلاؤ سے ہندوستان کی عظمت اور تقدس میں اضافہ ہوگا۔ اور مسلمان اپنا رخ حرمین شریفین سے پھیر کر ہندوستان کو اپنا قبلہ اور روحانی مرکز قرار دے لیں گے اور جیسا کہ ان لیڈروں کا خیال تھا اس سے مسلمانوں کے دلوں میں وطن پرستی کی جڑیں مضبوط ہو جائیں گی۔ ایک اور بات جو کہ قابل توجہ ہے کہ جن دنوں پاکستان میں قادیانیت کے سدباب کی تحریک چل رہی تھی ہندو اخبارات کی قادیانیوں کے ساتھ غیر معمولی ہمدردی دیکھنے میں آئی۔ ان اخبارات نے قادیانیوں کی تائید میں مضامین شائع کئے۔ اپنے قارئین کو مجبور مسلمانوں کے مقابلے میں قادیانیوں کا مؤید اور ہمنوا بنانے کی کوشش کی، اور یہاں تک کہا (اور درست کہا) کہ پاکستان میں قادیانیوں اور مسلمانوں کی یہ کشمکش دراصل عربی نبوت اور ہندی نبوت کی کشمکش ہے اور دو مختلف نبوتوں کے پیروکاروں کی کشمکش ہے۔

## کشمیر کے بتیس لاکھ مسلمان اور مفکر پاکستان علامہ اقبال مرحوم:

کشمیر کے مسلمانوں کی حالت زار کو سنوارنے کے لیے مسلمانانِ ہند نے ایک کشمیر کمیٹی قائم کی، جس کا سربراہ مرزا قادیانی کا بیٹا اور قادیانیوں کا نام دوسرا نہاد خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود قادیانی کو بنایا گیا، جبکہ مفکرِ پاکستان علامہ اقبال مرحوم کو اس کا جنرل سیکرٹری مقرر کیا گیا۔ چونکہ کشمیر میں مسلم اکثریت تھی اور انھی کے مطالبہ پر اس کمیٹی کا قیام عمل میں لایا گیا تھا اس لئے مسلم اہلِ بصیرت حلقوں میں قادیانی خلیفہ کے تقرر سے ہیجان پیدا ہونے لگا۔ اوّل تو اس وجہ سے کہ مسلمانوں کے تصفیہ طلب مسائل کے حل کے لئے ایک قادیانی کا تقرر اس بات کا اعلان کرنا تھا کہ قادیانی مسلمان ہیں۔ حالانکہ قادیانی روزِ اوّل سے ہی دائرۂ اسلام سے خارج ہیں، اس لئے بشیر الدین محمود قادیانی یا تو کشمیر کے مسلم اکثریت کے ایمان کو تباہ و برباد کرنے کے درپے تھا یا پھر اپنی قادیانی سرگرمیوں میں ناکامی کے باعث مسلمانوں کے مسائل کو کمیٹی کی سطح پر خوفناک نقصان پہنچانا چاہتا تھا، عام مسلمانوں نے کشمیر کمیٹی کے اس امکانی بحران کی طرف توجہ ہی نہ کی، کشمیر کے اس پس منظر کو اس وقت کوئی نہیں سمجھتا تھا، اور قادیانیوں کے مدّ مقابل کوئی منظّم عوامی تحریک بھی نہ تھی۔ صرف رسائل کی حد تک دلائل سے جواب دیئے جا رہے تھے۔ جس سے مسلمان عوام کا قادیانیوں کے بارے میں علم نہ ہونے کے برابر تھا۔ خصوصاً ماڈریٹ طبقہ کو اس طرف خیال ہی نہیں گیا یہی وجہ تھی کہ علامہ اقبال مرحوم جیسی شخصیت بھی کشمیر کمیٹی میں شامل ہو گئے، اور قادیانیوں کو مسلمانوں کو علامہ اقبال مرحوم کا نام لے کر گمراہ کرنا آسان نظر آنے لگا، حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اس صورتِ حال سے کافی

مضطرب ہوگئے، ان خطرات واندیشوں کی وجہ سے آپ نے اس تقرر کے خلاف اوّل تو کشمیر کے بعض ذمہ داروں کو احتجاجی خطوط ارسال فرمائے، ساتھ ہی مجلس احرار کو ہمہ گیر احتجاج پر آمادہ وتیار کیا۔ علامہ اقبال مرحوم نے حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے ہمیشہ اپنی تشنگی کو مٹانے کی کوشش میں اپنے علمی سفر کو جاری رکھا ہوا تھا، لیکن اب تک قادیانیت کے مضر پہلوؤں سے تقریباً ناواقف تھے۔ اسی زمانہ میں حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ اقبال مرحوم کو طویل خط لکھ کر فتنۂ قادیانیت کی زہر آلودگی سے مطلع کیا، انھی حالات کو دیکھ کر مجلس احرار اسلام کے رہنماؤں نے بھی محسوس کیا کہ کئی لوگ غلط فہمی کی وجہ سے قادیانیوں کے جال میں آجائیں گے، خصوصاً مفکر پاکستان کا قادیانیوں کی صدارت میں کشمیر کمیٹی کا ممبر بن جانا مسلمانوں کے لئے غلط فہمی کا باعث بن سکتا ہے کیونکہ علامہ اقبال مرحوم ہماری قوم کا اثاثہ ہیں انہیں کسی طریقہ سے اصل حقیقت سے آگاہ کیا جائے۔ ادھر مرزا بشیر الدین محمود مذہبی لبادہ میں شاطرانہ چال کھیلنے کی کوشش میں تھا اور خواب دیکھ رہا تھا کہ کسی طرح کشمیر ہمارے قبضہ میں آجائے۔ کشمیر میں قادیانیوں کی اتنی دلچسپی کیوں تھی جہاں اور وجوہات ہوسکتی ہیں ان میں ایک وجہ یہ تھی کہ مرزا غلام قادیانی اپنی کتاب کشتی نوح، صفحہ: 235 جلد: 18 میں لکھا:

''عیسیٰ ابن مریم فوت ہوگئے اور کشمیر سری نگر محلّہ خانیار میں ان کی قبر ہے''۔

ان عقائد کے پیش نظر قادیانیوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ اس تحریک کی قیادت ان کے قبضے میں آجائے اور مسلمانوں کے حقوق کے جنگ کے بہانے وہ اپنے آپ کو مسلمان باور کرالیں۔ اس طریقہ سے مسلمانوں کے اندر ہمارا شمار بھی ہوجائے گا اور کشمیر بھی ہمارے ہاتھ آجائے گا۔ احرار رہنماؤں نے فوراً ایک وفد تیار کیا جس میں چودھری افضل حق، مولانا داؤد غزنوی اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہم شامل تھے وفد نے علامہ اقبال مرحوم سے کہا: کیا آپ نے بھی قادیانی قیادت کو تسلیم کرلیا ہے؟ اگر آپ کی دیکھا دیکھی کشمیر کے بتیس لاکھ مسلمان قادیانی ہوگئے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور آپ مجرم ہوں گے۔ نیز قادیانی دوسرے مسلمانوں پر بھی گمراہ کن اثر ڈالیں گے، لہٰذا آپ ان سے علیحدگی کا اعلان کریں''۔ چنانچہ اس سے دوسرے روز لاہور برکت علی ہال میں کشمیر کمیٹی کا اجلاس بلایا گیا۔ علامہ اقبال مرحوم قادیانیوں کے علاوہ باقی شرکاء اجلاس پر اپنا اثر استعمال کر کے بشیر الدین محمود قادیانی کو کشمیر کمیٹی سے نکال دیا۔ اور صدارت خود سنبھال لی۔ جس سے ۳/ اگست ۱۹۳۱ء کو الگ ہو کر کشمیر کمیٹی کی تمام تر ذمہ داری احرار کے سپرد کردی۔ اس استعفے کا تفصیلی ذکر علامہ اقبال مرحوم نے ۶/ جون ۱۹۳۳ء کو اپنے پریس بیان کرتے ہوئے کہا کہ:

''بدقسمتی سے کشمیر کمیٹی میں بعض ایسے ممبر ہیں جو اپنے مذہبی پیشوا بشیر الدین قادیانی کے علاوہ کسی اور کی اطاعت تسلیم نہیں کرتے۔ اور یہ امر اس بیان سے ظاہر ہے جو کام میر پور کے مقدمات میں ان کے سپرد کیا گیا تھا اس پر انھوں نے کہا کہ ہم نے جو کچھ کیا وہ صرف اپنے مذہبی پیشوا بشیر الدین قادیانی کے حکم کی تعمیل میں کیا تھا''۔

مفکر پاکستان علامہ اقبال مرحوم کو قادیانیت کا اصل چہرا اب نظر آیا اور یہ حقیقت ہے کہ علامہ اقبال مرحوم کی قادیانیت کے مدمقابل اور ان کی تردید وجدوجہد کا آغاز کشمیر کمیٹی کے قیام کے بعد قادیانیوں کی حقیقت واضح ہوجانے کے بعد ہو۔